



AL-AZVĀ

الاضواء

ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904

Volume 34, Issue, 51 , 2019

Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ قرآن کریم کا اسلوب و خصوصیات

Prof Ghulām Wārith's Translation of the Holy Qur'ān:
Its Style and Characteristics

کوثر پروین *

محمد سلطان شاہ **

Abstract:

The research article intends to explore the employed methodology and characteristics features of Prof. Ghulām Wārith's translation of the Holy Qur'ān. History certifies that with the expansion of Islam to different regions of globe, its translation to respective languages was felt an inevitable necessity. Therefore, Islamic Scholars endeavored hard to translate the Holy Qur'ān for the good of believers. The same natural demand of newly Islamized audience of sub-continent was addressed by local religious scholars who went for Persia and later on Urdu translations. This mammoth effort of making Qur'ān easy to be learnt and understood is in work endlessly. One of the worthy scholars among these is Wārith, a Professor of Chemistry from Anbāla. His Urdu translation of the Holy Qur'ān is considered a unique and matchless masterpiece. Scientific approach, diversity of meanings, abundance of explanatory notes, comments and statements, language expertise, easy and fluent style etc. are some of salient features to name. In a nutshell, Professor Wārith's translation, though liable to human error, is highly cautious and appreciable effort of spreading the message of Islam.

Key Words: Ghulām Wārith, Urdu Translations of Qur'ān, Contemporary Qur'ānic Translators

اللہ رب العزت نے انسانیت کی رہنمائی کے لئے اپنی آخری کتاب قرآن مجید عربی زبان میں نازل فرمائی۔ جوں جوں قرآن کا نزول ہوتا رہا، اس کو حفظ کرنے کا اہتمام ہوتا رہا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی کتابت بھی کی جاتی رہی۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کی تشریح و توضیح فرمائی۔ جو نہی قرآن مجید عجمی لوگوں تک پہنچا تو اس کی تعلیم و تفہیم کے لئے متعلقہ زبان میں ترجمہ و تفسیر کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ ضرورتِ وقت کے پیش نظر قرآن مجید کے تراجم کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر تفاسیر لکھی گئیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔ یہ کام اس لیے

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** پروفیسر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

بھی ضروری تھا کہ قرآن کا پیغام امر بالمعروف و نہی عن المنکر جب تک لوگوں کی مادری زبانوں میں نہیں پہنچایا جاتا اس وقت تک اس پر عمل درآمد اور اثر پذیری کا حصول ممکن نہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں مختلف زبانیں رائج تھیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر فارسی، سندھی، پنجابی اور پھر اردو زبان میں مختلف ادوار میں مختلف مفسرین قرآن نے کیے۔ جن پر مختلف حوالوں سے بہت زیادہ کام ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کا شمار فارسی کے اولین مترجمین قرآن میں ہوتا ہے ان کے دو صاحبزادوں شاہ محمد رفیع الدین دہلوی اور شاہ محمد عبدالقادر دہلوی کو اردو زبان کے لفظی ترجمہ اور با محاورہ ترجمہ قرآن کے اولین مترجم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد ایک بڑی تعداد مترجمین کی سامنے آئی جن میں سے چند اردو مترجمین قرآن کے نام معروف ہیں مثلاً سید احمد خان، نذیر احمد دہلوی، مولوی عاشق الہی میرٹھی، مولوی فتح محمد جالندھری، مولوی عبداللہ چکڑالوی، ابوالکلام آزاد، عبدالماجد دریا آبادی، مولوی محمد میمن جوناگڑھی، مرزا حیرت دہلوی، امام احمد رضا خان بریلوی، مولوی عبدالحق حقانی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود حسن دیوبندی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہم۔

فہم قرآن کی اسی کاوش کے سلسلہ میں ایک نام صاحب "تبیان القرآن یا روح صدق" غلام وارث کا آتا ہے۔^(۱) آپ ہندوستان کی ریاست ہریانہ کے شہر انبالہ میں ۱۵ مارچ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔^(۲) آپ کے والد محترم پیر سید عطا محمد نے یو۔پی۔ کے ایک بزرگ محمد وارث کے نام پر آپ کا نام غلام وارث رکھا۔ سادات خاندان سے تعلق کے باعث آپ سید غلام وارث کہلاتے تھے اور والد محترم کے انتقال کے بعد پیر غلام وارث کے نام سے مشہور ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انبالہ سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کر کے وظیفہ حاصل کیا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے ایف۔ ایس سی اور آلہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ ایس سی۔ کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۲۳ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ ایس سی کیمسٹری کی اور پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر میکلیگن پرائز سے نوازے گئے۔^(۳) آپ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے Scholarship پر باہر جانے کا موقع ملا۔ لیکن آپ کی والدہ محترمہ (مبارک النساء) نے اپنے بیٹے کو وہاں جانے سے منع کر دیا۔^(۴) قدرت اللہ شہاب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: "اس زمانے کے توہمات میں سات سمندر پار کا سفر بلائے ناگہانی کے مترادف تھا۔"^(۵)

آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز انبالہ (انڈیا) میں ہوا۔ آپ نے دو (۲) شادیاں کیں۔ آپ کی اولاد میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

آپ نے اپنی ملازمت کا آغاز بطور لیکچرار کیمسٹری گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج جھنگ سے کیا۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان ہجرت کی اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو گورنمنٹ کالج لاہور میں آپ کی بطور سینئر لیکچرار تعیناتی ہوئی۔ آپ کو

گورنمنٹ کالج لاہور میں قیام پاکستان کے بعد شعبہ کیمسٹری میں پہلے صدر شعبہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔^(۶) جب اصغر مال ہائی سکول راولپنڈی (قدیم نام: سنا تن دھرم) کو کالج کا درجہ ملا تو آپ کالج کے پہلے پرنسپل تعینات ہوئے۔ گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی میں آپ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے ۳ جون ۱۹۵۰ء تک بطور پرنسپل فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔^(۷) ملازمت کے آخری سالوں میں "آفیسر انچارج کالجیٹ، ایجوکیشن لاہور" کے عہدے پر فائز رہے۔ اور ۱۹۵۶ء میں آپ ۵۵ سال کی عمر میں اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے کیونکہ اس وقت کے قانون کے مطابق ریٹائرمنٹ کی مدت پچپن (۵۵) سال تھی۔ ابتدا میں آپ کے مضامین رسالہ "ترجمان القرآن" میں شائع ہوتے تھے۔ آپ انگریزی زبان میں لکھی گئی کتاب "The Quran on the Scales" کے مصنف بھی ہیں۔ لیکن آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآن پاک کی پانچ جلدوں میں نامکمل علمی و سائنسی تفسیر ہے جو کہ آپ کی شہادت کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکی۔ ۵ اور ۶ جنوری ۱۹۶۶ء / ۱۳ اور ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ کی درمیانی شب آپ کے نجی ملازم احمد دین نے دیگر دو ملازمین کے ساتھ ملکر آپ کو شہید کر دیا۔ نقدی اور طلائی زیورات لے کر فرار ہو گئے^(۸) اور ۹ جنوری کی شام آپ کو گل بیگم باغ کے قبرستان (میانی صاحب) میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔^(۹)

تفسیر کا تعارف:

پروفیسر غلام وارث نے جدید سائنسی علوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور تحریف شدہ مذاہب سماویہ و غیر سماویہ میں در آنے والے باطل عقائد و نظریات کا قرآن پاک سے رد پیش کرنے کے لئے تفسیر لکھنے کی جسارت کی جس کا نام "تبیان القرآن یا روح صدق" رکھا۔ یہ پانچ متوسط الحجم مجلدات پر مشتمل نامکمل تفسیری کاوش ہے جو منازل کی تقسیم کے اعتبار سے لکھی گئی ہے اور ۱۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر جلد کی تفصیل جدول میں درج کی جاتی ہے:

جلد نمبر	تعداد سور	نام سور (از۔۔۔ تا)	تعداد صفحات
۱	۴	سورۃ الفاتحہ - سورۃ النساء	۴۱۶
۲	۵	سورۃ المائدہ - سورۃ التوبہ	۴۳۰
۳	۷	سورۃ یونس - سورۃ النحل	۲۹۴
۴	۹	سورۃ بنی اسرائیل - سورۃ الفرقان	۳۳۲
۵	۱۱	سورۃ الشعراء - سورۃ یس	۳۳۶

پانچوں جلدیں مفسر کی زندگی میں ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی تھیں۔ پہلی چار جلدیں دین محمدی پریس لاہور اور آخری جلد پاکستان ٹائمز پریس لاہور سے شائع ہوئیں جن پر کوئی تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین نے اپنی کتاب "قرآن حکیم کے اردو تراجم" میں بیسویں صدی کے تراجم و تفاسیر کے سرسری جائزہ میں "تبیان القرآن" کا سال اشاعت ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۳۸۰ھ لکھا ہے۔^(۱۰) ڈاکٹر مفخر حسین خان نے انگریزی زبان میں کتاب بعنوان "The Holy Quran in South Asia" لکھی ہے۔ جس میں انھوں نے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے مکمل و نامکمل تراجم کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے "تبیان القرآن" کا سال اشاعت ۱۹۵۹ء لکھا ہے۔ تفسیر کی چند جلدوں کے صفحات کی تعداد بھی لکھی ہے۔^(۱۱)

ڈاکٹر سید حمید شطاری نے لکھا ہے کہ پیر غلام وارث کی تفسیر پانچ جلدوں میں سنہ ۱۹۶۶ء میں دین محمدی پریس لاہور سے شائع ہوئی۔^(۱۲) بہر حال درج بالا تینوں شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تفسیر تبیان القرآن ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۶ء کے درمیان منصہء شہود پر جلوہ گر ہو گئی تھی۔ پروفیسر مرحوم نے تفسیر کی کاپیاں اپنے ہاتھوں سے چھپوائیں اور ان کو مختلف جگہوں پر تقسیم کیا۔ اس بات کا ذکر انہوں نے اپنی تفسیر کی پانچویں جلد کے پیش لفظ میں بھی کیا ہے:

"الحمد للہ کہ اس سلسلہ تفسیر کی پانچویں جلد (منزل) بھی چھپ گئی جو عنقریب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ تبیان القرآن کی پہلی چار جلدیں پاکستان کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اور بعض بیرونی ممالک میں مفت تقسیم کی جاچکی ہیں جن علم دوست احباب کو مطالعہ قرآن کا شوق ہو وہ احقر سے بلا ہدیہ حاصل کر سکتے ہیں"^(۱۳)

پروفیسر غلام وارث نے ہر جلد کا آغاز مختصر انداز میں لکھے گئے "پیش لفظ" سے کیا ہے جس میں انھوں نے قرآن پاک کے فضائل کا تذکرہ، علوم قرآن کی اہمیت، مقصد تالیف، مصادر و مراجع کی فہرست اور منہج تفسیر بیان کیا ہے، حتیٰ کہ اظہار تشکر بھی اسی "پیش لفظ" میں تحریر کیا ہے۔ "پیش لفظ" میں ہی مفسر قرآن نے عذر پیش کیا ہے کہ اپنی طرف

سے پوری کوشش اور محنت کے باوجود ہر پہلو پر حاوی ہونے کا ہر گز دعویٰ نہیں۔ اس لیے اگر اس تفسیر میں قارئین کرام کوئی نقص پائیں تو اسے میری بے بضاعتی اور کم علمی پر محمول کریں اور اگر کوئی خوبی دیکھیں تو اسے اللہ کا فضل و احسان سمجھیں۔⁽¹⁴⁾ اسی "پیش لفظ" میں ہی مفسر قرآن نے اپنی خواہش کا اظہار بھی کر دیا کہ یہ تفسیر غلافوں میں بند نہ رکھی جائے بلکہ حتی الامکان ایک پڑھنے والے سے دوسرے کو ملتی رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اصحاب اس سے فائدہ اٹھائیں۔⁽¹⁵⁾ اس کے علاوہ تفسیر ہذا میں نہ کوئی دیباچہ ہے اور نہ ہی ترقیمہ (کاتب کی اختتامی عبارت، نام وغیرہ) اور تفسیر میں فہرست ابواب دی گئی ہے نہ ہی اشاریہ (انڈیکس) وغیرہ بنایا گیا ہے۔ البتہ نوٹ اور حواشی کا استعمال کیا گیا ہے۔

تفسیری اسلوب:

جہاں تک "تبیان القرآن" کے تفسیری اسلوب کا تعلق ہے، اس میں معروف انداز اپنایا گیا ہے۔ تفسیر القرآن بالقرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ قرآن کو اصل قرار دے کر ضمناً صحیح احادیث اور معتبر روایات بیان کی گئی ہیں۔ فوائد اور حواشی میں ان اشارات کو اجاگر کیا گیا ہے جو ہر لفظ اور اس کے انتخاب میں مستور ہیں اور مفرد الفاظ کی تشریح مستند عربی لغات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ جن میں المفردات فی غریب القرآن، تاج العروس، لسان العرب، صحاح اور قاموس جیسی لغات شامل ہیں۔ اسرائیلی روایات بیان کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے اور وہ شہادتیں درج کر دی گئی ہیں جو قرآن سے پہلے نازل شدہ کتبِ سماویہ میں ملتی ہیں اور ان حقائق و معارف کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے جن کی نقاب کشائی دورِ حاضرہ کی سائنسی تحقیقات نے کی ہے۔ کہیں کہیں بات کو سمجھانے کے لئے سائنسی فارمولے اور بہت کم تصاویر پیش کی گئی ہیں۔ سائنس سے متعلق آیات کی تفسیر میں مفسر قرآن نے سائنسی تفسیر کے ساتھ روحانی پہلوؤں کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ آیات کے شانِ نزول اور ربطِ آیات و سورت کا اہتمام بھی کیا ہے۔ مفسر کا شروع سے آخر تک تفسیر لکھنے کا انداز ایک ہی رہا ہے۔ ہر ہر آیت کی تفسیر کرتے ہیں اور ہر سورۃ کی ابتدا سے پہلے اس کی آیات کی تعداد، رکوع کی تعداد اور سورہ کا مقام نزول بتاتے ہیں۔ سورتوں کا نزول اور توقیفی نمبر بھی درج کرتے ہیں۔ قرآنی متن کے نیچے بین السطور اردو ترجمہ لکھتے ہیں اور بقیہ صفحہ پر تفسیر۔ فارسی اشعار کا استعمال بکثرت کرتے ہیں۔ گاہے بگاہے عربی اور اردو شاعری سے استفادہ کرتے ہیں۔ مولانا روم، علامہ محمد اقبال کے اشعار سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ حوالوں کا استعمال شاذ و نادر ہی کرتے ہیں۔

قرآن کے وہ مشکل مقامات جن کی تفسیر میں متقدمین و متاخرین کے افکار و خیالات میں تضاد پایا جاتا ہے۔ صاحب تبیان القرآن علمائے سلف و خلف ہر دو کے نظریات بیان کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اوقات سکوت اختیار کرتے ہیں۔

ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ مشکل مقامات پر مفسر موصوف علماء و مفسرین کے حوالے سے آیات کی تشریح کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں تفسیری ادب سے اقتباس بھی نقل کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ یوسف کی آیت وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهٗ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ ۚ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ⁽¹⁶⁾ کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ بہر حال حضرت یوسفؑ اور زلیخا کے "ہم" میں مناسبت صرف سوچنے، غور کرنے اور قصد کرنے کی ہے۔ ورنہ دونوں کے "ہم" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ⁽¹⁷⁾

تفسیر "تبیان القرآن" میں ادبی اسلوب کی جھلک بہت نمایاں ہے۔ آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبان کا استعمال جا بجا کیا ہے۔ الفاظ کے مفہوم کے لئے عربی لغات کے علاوہ انگلش ڈکشنری سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ⁽¹⁸⁾

مصادر و ماخذ:

پروفیسر غلام وارث نے قرآن پاک کی تفسیر لکھنے میں جن مصادر و ماخذ سے مراجعت فرمائی ہے ان کے مصنفین کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں: علامہ طنطاوی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبد الماجد دریا آبادی، جناب عبداللہ یوسف علی وغیرہم۔ ⁽¹⁹⁾ اس کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں صحاح ستہ، اور مسند احمد بن حنبل سے رجوع کیا ہے۔ سیرت کے واقعات کی تفسیر کے لیے سیرۃ ابن ہشام اور مولانا شبلی وسید سلیمان ندوی کی سیرۃ النبی ﷺ سے رجوع کیا ہے۔ لغت اور تفسیری اقوال کے لیے مفردات القرآن، لسان العرب، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن عطیہ، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، تفسیر ابن کثیر اور انگریزی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ عہد نامہ عتیق و جدید کا اردو اور انگلش متن ہر دو سے استفادہ کیا ہے۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا کے حوالے بھی موجود ہیں۔ پانچویں جلد میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر "تفہیم القرآن" سے بھی استفادہ کیا ہے۔

ترجمہ کا اسلوب:

قرآن مجید کے عام مطبوعہ تراجم کی طرح "تبیان القرآن" میں بھی متن کے نیچے بامحاورہ سلیس ترجمہ لکھا ہے۔ آغاز سورۃ الفاتحہ کے ترجمے سے ہوا ہے۔ مترجم پروفیسر غلام وارث نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ مفہوم قرآن کے قریب قریب رہے نیز عام فہم اور سلیس ہو۔ مفہوم کو سمجھانے کی خاطر قوسین کا استعمال بکثرت کیا ہے اگر کہیں ترجمے میں وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو نہایت مختصر انداز میں وضاحتی نوٹ حاشیے میں لکھ دیے ہیں۔ بعض اوقات ایک لفظ کے متعدد معانی بھی حاشیے میں لکھے ہیں اور لغات کا حوالہ بھی دیا ہے۔ سابقہ کتب سماویہ کے حوالے بھی حاشیے میں دیے ہیں۔ مترجم قرآن نے ترجمہ کے دوران انتہائی محتاط رویہ اختیار کیا ہے اور علمائے سلف و خلف کی پیروی کرتے ہوئے الفاظ کا

چناؤ کیا ہے۔ ترجمہ میں عربی الفاظ کا استعمال بھی بکثرت ہے۔ زیادہ تر مقامات پر ایک لفظ کے اوپر نیچے دو سے تین معانی (متراذفات) لکھے ہیں۔ بعض مقامات پر ان کا حوالہ بھی ساتھ ہی بریکٹ میں دیا ہے۔ جن مترجمین کے حوالے دیے ہیں۔ ان میں شاہ عبدالقادر دہلوی، ڈپٹی نذیر احمد، مولانا محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی نمایاں ہیں۔ مترجم کا زمانہ چونکہ بیسویں صدی عیسوی کا ہے اور وہ سائنس کے طالب علم ہیں۔ اس لیے موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں لہذا ان کے ترجمے میں سائنسی انداز کی جھلک نظر آتی ہے۔

ترجمہ کی خصوصیات:

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ قرآن کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ لفظی یا با محاورہ ترجمہ:

امام ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ "التفسیر والمفسرون" میں ترجمہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ لفظی ترجمہ اور با محاورہ ترجمہ۔⁽²⁰⁾ جبکہ سید ابو الاعلیٰ مودودی کے بقول ترجمہ کی ایک قسم اور بھی ہے جو انھوں نے اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" کے دیباچہ میں درج کی ہے۔ وہ "آزاد ترجمانی" ہے۔⁽²¹⁾ اسی طرح ایک ترجمہ اور بھی ہے جو لفظی اور با محاورہ ترجمہ کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ اس کے متعلق عصر حاضر کے مترجم پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی مشہور و معروف تفسیر "ضیاء القرآن" میں لکھا ہے: "میں نے سعی کی ہے کہ ان دونوں طرزوں کو اس طرح یکجا کر دوں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار رہے، زور بیان میں بھی (حتی الامکان) فرق نہ آنے پائے اور ہر کلمہ کا ترجمہ اس کے نیچے مرقوم ہو"⁽²²⁾

لہذا تراجم قرآن کے سلسلے میں ہر مترجم نے اپنے طور تحت اللفظ، با محاورہ ترجمہ اور آزاد ترجمانی کی کاوش کی ہے۔ ترجمہ قرآن کی بابت پروفیسر غلام وارث کی کوشش با محاورہ طرز کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ قرآنی متن کے الفاظ کی ترتیب کا پورا خیال رکھتے نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ الفاظ قرآنی کی لفظی اور معنوی موافقت کا لحاظ بھی رکھتے ہیں۔ یہاں چند آیات کا ترجمہ مختلف تراجم سے نقل کیا جاتا ہے تاکہ ان تمام رجحانات کو ملاحظہ کیا جاسکے۔

(وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا ۖ وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ)⁽²³⁾

"اور جب آگیا ہمارا حکم تو ہم نے نجات دیدی ہود کو اور جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ بوجہ اپنی رحمت کے اور ہم نے نجات دے دی انھیں سخت عذاب سے"۔ (تحت اللفظ + با محاورہ ترجمہ، تفسیر ضیاء القرآن)

"پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہوڈ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دے دی اور ایک سخت عذاب سے انہیں بچالیا"۔ (آزاد ترجمانی، تفسیر تفہیم القرآن)

"اور جب ہمارا حکم آپہنچا۔ ہم نے ہوڈ کو اور ان (لوگوں) کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچالیا اور ان کو ایک بھاری / سخت عذاب سے نجات دی"۔ (بامحاورہ ترجمہ، تفسیر تبیان القرآن یا روح صدق)

(۲) - وَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذْهِمَّ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا۔⁽²⁴⁾

اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مان اور ان کی طرف سے جو اذیت پہنچے اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کار ساز کافی ہے۔

اسی آیت کے جزو "وَدَعْ أَذْهِمَّ" کا ترجمہ متقدمین نے اس طرح کیا ہے:

اور چھوڑ دے ان کو ستانا۔ بامحاورہ ترجمہ عام قاری کی فہم کے مطابق ہے۔ "اور ان کی طرف سے جو اذیت پہنچے اس کا خیال چھوڑ دے"۔

۲۔ ترجمہ میں قوسین کا استعمال:

اردو زبان کے اولین تراجم کی تاریخ میں قوسین () کا استعمال نہیں ہے۔ مترجمین نے اپنی استطاعت کی حد تک عربی الفاظ کا ایک ہی ترجمہ کیا ہے۔ لیکن انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں بہت کم اور ماضی قریب تک بہت زیادہ قوسین کا استعمال ہونے لگا۔⁽²⁵⁾ دور جدید کی تفاسیر میں بھی اس کی نمایاں مثالیں ملتی ہیں۔ مشہور و معروف مترجم مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، عبدالمجید دریابادیؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری وغیرہم قرآنی مفہوم کو واضح کرنے کے لئے قوسین میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مذکورہ اضافہ کے کئی اسباب ہیں۔ مترجم نے ایک لفظ کے دو ترجمے کئے، ایک علمی اور دوسرا تسہیلی اور تفہیمی۔ یعنی عوام الناس کو معنی کی تہہ تک پہنچانے کیلئے۔ دوسرا سبب اس کا زبان کی وسعت ہے اور مترادف الفاظ کا وافر میسر آنا ہے۔⁽²⁶⁾ تیسرا اردو فقرہ مکمل کرنے کے لیے ایسے الفاظ کا اضافہ جن کا کوئی مترادف عربی متن میں موجود نہ ہو۔ لسانی ارتقا کا لحاظ رکھتے ہوئے بیسویں صدی کے مفسر قرآن پروفیسر غلام وارث نے بھی ترجمہ قرآن میں مطلب واضح کرنے کے لئے قوسین میں عبارت کا اضافہ کر کے جملے میں ربط اور تسلسل پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لئے وہ درج ذیل اسلوب اپناتے ہیں:

الف۔ جملے کی وضاحت کی لیے قوسین کا استعمال:

اکثر مقامات پر مترجم نے جملے کی تکمیل یا وضاحت کے لیے بعض الفاظ کا اپنی طرف سے توسیع میں اضافہ کیا ہے۔ مثلاً قرآن پاک کی چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (27)

اور بلاشبہ یہ (قرآن) واقعی پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔ (28)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ - (29)

اے ایمان والو تم راعنا مت کہا کرو۔ انظرنا کہہ دیا کرو (ہماری طرف توجہ کیجئے) اور غور سے سنو (تاکہ مکرر کہنے کی ضرورت ہی نہ رہے) اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (30)

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ ۖ وَسَارِعُوا إِلَى الْخُرُوبِ - (31)

اور (یاد کرو) کہ جب ہم نے حکم دیا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ۔ با فراغت جہاں سے چاہو کھاؤ۔ (کسی حلال چیز کی ممانعت نہیں) اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا (یعنی عاجزی سے فتح کے نشہ میں سرشار اور بد مست ہو کر داخل نہ ہونا) اور (توبہ و استغفار کا کلمہ) حِطَّة کہتے رہنا۔ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیکو کاروں کو اور زیادہ دیں گے۔ (32)

أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ - (33)

"رسول (یعنی محمد ﷺ) ایمان لے آیا۔ اس پر جو اپنے پروردگار کی طرف سے اس پر نازل ہوا (یعنی احکام قرآن) اور مومن بھی۔"

(ایمان لے آئے)۔ (34)

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ - (35)

"اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا (تو کیا کچھ نہ ہو جاتا)۔" (36)

هَذَا بَلْعٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ - (37)

"یہ لوگوں کو خبر پہنچا دینی ہے تاکہ اس سے ان کو (نافرمانی سے) ڈرایا جائے۔" (38)

لَا تَقْتُلُوهُ غ عَنَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ - (39)

"اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو میرے لیے اور تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل نہ کر۔ ہو سکتا

ہے کہ یہ ہمیں نفع پہنچا دے یا ہم اس کو بیٹائی بنالیں اور ان کو کچھ شعور نہ تھا (کہ کیا گل کھلنے والا ہے / بنے گا)۔" (40)

ب۔ سیاق و سباق کے حوالے سے توسیع کا استعمال:

فہم قرآن کا ایک لازمی تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جملہ امور میں سے اس کے سیاق و سباق سے آگہی بھی اشد ضروری ہے۔ اس کے بغیر مراد اصلی تک رسائی ممکن نہیں۔ ترجمہ تبیان القرآن کے بنظر عمیق جائزہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مترجم قرآن پیر غلام وارث بسا اوقات دوران ترجمہ قوسین میں اضافہ سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں تاکہ قاری کو تعین مراد میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ مثلاً

(۱) - وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَةٍ - (41)

اور اللہ کا ذکر کرو (ایام تشریق) کے چند گنتی کے دنوں میں۔ (42)

جبکہ دیگر مترجمین نے ترجمہ یوں کیا ہے: "اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک۔" (43)

(۲) - صُمْ بِكُم عُنَىٰ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ - (44)

"وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں (پس وہ نفاق یا گمراہی سے منہ موڑ کر راہ ہدایت کی طرف) رجوع نہیں کریں گے۔" (45)

ج۔ مشکل الفاظ کی توضیح کے لیے قوسین کا استعمال:

بعض اوقات ترجمہ میں مشکل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اور قوسین میں آسان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ عام قاری اس سے استفادہ کر سکے۔ مثلاً آیت مبارکہ:

عَلِي قَلْبِكَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْذِرِينَ - (46) تیرے دل پر، تاکہ لوگوں کو متنبہ کر دے (ڈر سنادے) (47)

د۔ عربی الفاظ کا قوسین میں ترجمہ:

مترجم کا ایک انداز عربی الفاظ کا ترجمہ میں ہو بہو لکھ دینا ہے اس کے بعد معنی کے لیے قوسین کا استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن پاک کی آیت اِنَّ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ - (48) کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: "تو تو بس نذیر (ڈر کی خبر پہنچانے والا) ہے۔" (49) لفظ نذیر کا ترجمہ قوسین میں ڈر کی خبر پہنچانے والا لکھتے ہیں۔

س۔ عربی الفاظ کے لغوی معنی کی رعایت:

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ کی نمایاں خوبی عربی الفاظ کے لغوی معنی کا لحاظ رکھنا ہے۔ اس لئے انھوں نے با محاورہ ترجمہ کے ساتھ قرآنی الفاظ کے لغوی معنوں پر بھی توجہ دی ہے۔ بطور حوالہ مستند لغات (مفردات القرآن، تاج العروس، الصحاح، اور لسان العرب) سے استفادہ کیا ہے۔ چند مثالیں درج ہیں:-

سورہ فاتحہ کی آیت نمبر اکا ترجمہ انھوں نے اس طرح کیا ہے: "کل حمد و ثنا اور تمام شکر گزاری اللہ ہی کے لیے ہے

جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔" (50) اس آیت میں مترجم نے "الْعَلَمَيْنِ" کا ترجمہ "تمام جہان" کیا ہے۔ جو کہ لغت

کے اعتبار سے درست ترجمہ ہے۔ بعض مترجمین نے لفظ "الْعَلَمَيْنِ" کا ترجمہ صیغہ جمع میں کرنے کے بجائے صیغہ واحد

میں کیا ہے۔ (51) حالانکہ لفظ عالمین واحد نہیں بلکہ عالم کی جمع ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ "یہ عالم کی جمع ہے اور اللہ

کے سوا ہر موجود شے عالم ہے۔" امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح ترین ہے کیونکہ اس میں ہر مخلوق اور ہر وجود شامل ہے۔ اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ۔ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ (الشعراء: ۲۶-۲۳-۲۴)⁽⁵²⁾

مولانا اشرف علی تھانوی نے "جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے" لکھا ہے۔⁽⁵³⁾ مولانا محمد جونا گڑھی نے "رَبُّ الْعَالَمِينَ" کا ترجمہ "جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے" کیا ہے۔⁽⁵⁴⁾ پیر محمد کرم شاہ الازہری کے مطابق اس کا مطلب ہے "جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا"⁽⁵⁵⁾ اور علامہ سید احمد سعید کاظمی نے اس کا ترجمہ "جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا"⁽⁵⁶⁾ تحریر فرمایا ہے۔

اسی طرح پروفیسر غلام وارث نے لفظ "رب" کا ترجمہ پروردگار کیا ہے۔ اور مفردات القرآن کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "(۱) ربوبیت کے معنی کسی چیز کی اس کی بدلتی ہوئی حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق نشوونما کرنا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے حد کمال تک پہنچ جائے۔ (۲) پرورش اور نگہداشت کا مسلسل انتظام۔"⁽⁵⁷⁾ اسی طرح سورہ فاتحہ کی آیت نمبر ۲ کا ترجمہ انھوں نے رحمان اور رحیم کے فرق مراتب اور دونوں کے صیغہ مبالغہ کا لحاظ رکھتے ہوئے کیا ہے: "جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"⁽⁵⁸⁾

۴۔ سائنس سے متعلق قرآنی آیات کا ترجمہ:

مترجم پروفیسر غلام وارث کا زمانہ چونکہ بیسویں صدی عیسوی کا ہے اور وہ سائنس کے طالب علم ہیں اس لیے موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ لہذا ان کے ترجمے میں سائنسی انداز کی جھلک نظر آتی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۴ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ میں لفظ "أَيَّامٍ" سے مراد "زمانے" لیا ہے۔⁽⁵⁹⁾

اس کی مزید وضاحت قوسین میں یہ بیان کی ہے کہ "یہاں یوم سے مراد وہ دن نہیں جو سورج کے طلوع و غروب کے درمیان کا وقفہ ہے بلکہ چھ "زمانے" مراد ہیں۔" اور ثبوت کے لئے بطور دلیل قرآن پاک کی سورۃ السجدۃ آیت نمبر ۱۰-۱۲ اور سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۴ سے استشہاد کیا ہے جس میں ایک دن کو ایک ہزار سال یا پچاس ہزار سال کے برابر مانا گیا ہے۔⁽⁶⁰⁾ (مترجم نے عبارت میں لفظ المعارج کی جگہ معارف لکھا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ طباعت کی غلطی ہو کیونکہ معارف قرآن پاک کی کسی سورۃ کا نام نہیں ہے)

دیگر مفسرین نے لفظ "آیام" سے مراد "دن" لئے ہیں جن میں عبدالمجید دریا آبادی،⁽⁶¹⁾ مفتی محمد شفیع،⁽⁶²⁾ احمد رضا خان،⁽⁶³⁾ اشرف علی تھانوی،⁽⁶⁴⁾ محمد کرم شاہ الازہری شامل ہیں⁽⁶⁵⁾ جبکہ مولانا ابوالکلام آزاد،⁽⁶⁶⁾ مولانا ڈاکٹر طاہر القادری،⁽⁶⁷⁾ اور مترجم تفسیر المنار⁽⁶⁸⁾ نے ایام سے مراد چھ مدتوں (یعنی چھ ادوار) لئے ہیں۔ اس کے علاوہ مشہور میٹالوجسٹ ڈاکٹر فضل کریم نے اپنی کتاب "قرآن اور جدید سائنس" میں⁽⁶⁹⁾ اور ڈاکٹر مورلیس بوکائی (Maurice Bucaille) نے بھی اپنی کتاب "The Bible The Qur'an and science" میں آیام سے مراد "زمانہ" لیا ہے۔⁽⁷⁰⁾

اسی طرح قرآن پاک کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ^۱ کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے لفظ "طرائق" کا معنی رستے بھی لکھا ہے اور حاشیہ میں طرائق کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے:-

"طرائق: یہ طریقہ کی جمع ہے سیاروں کے راستے۔ بعض فرشتوں کی گزر گاہیں مراد لیتے ہیں۔ یا سیارے (ظرف سے مظروب بہ) ایٹم کے برقرارے اسی طرح طرائق میں گھومتے ہیں۔"⁽⁷²⁾

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں "وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ" کا معنی مترجم نے "ہواؤں کے چلنے / گیسوں کے چلنے" لکھا ہے۔⁽⁷³⁾ ہواؤں کا چلنا مترجمین سلف کی پیروی ہے اور گیسوں کا لکھنا ان کا سائنسی انداز ہے۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۶۱ میں دوسرے مترجمین کے برعکس مترجم نے "مَثْقَالَ ذَرَّةٍ" کا مطلب چھوٹی چھوٹی بھر اور ایٹم ذرہ بھر لکھا ہے جو سائنس کی اصطلاح ہے۔ اس کے بعد تفسیری نوٹ نمبر ۲ میں ان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ذرہ کے معنی ایٹم لئے جائیں تو اس کے ذرہ اصغر سے مراد الیکٹران، پروٹون اور نیوٹرون ہوں گے۔ جو "جواہر" کے اجزائے اصغر ہیں اور اس ذرہ اکبر سے مراد سالمات (molecules) ہوں گے اور اگر ذرہ کے معنی ایک چھوٹی چھوٹی لئے جائیں تو "اس سے اصغر" جراثیم (viruses) ہوں گے۔ اور "اس سے اکبر" بڑے جانور چرند پرند وغیرہ۔"⁽⁷⁴⁾

اسی طرح ارشاد ربانی وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ -⁽⁷⁵⁾ (اور ہم نے حمل آور / بارش لانے والی ہوائیں بھیجیں) کی تفسیر میں مترجم تبیان القرآن "الرِّيحَ" کا معنی حاشیہ میں لکھتے ہیں:- ۱۔ بار آور کرنے والی (درختوں کو) ۲۔ بارش لانے والی ہوائیں۔⁽⁷⁶⁾ ڈاکٹر فضل کریم لکھتے ہیں:- "اس آیت کریمہ میں عربی کا لفظ "لَوَاقِحَ" سائنسی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لفظ کے معنی بوجھل کے ہیں۔ یہ لاقحہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی حاملہ کے ہیں۔ اس کا مادہ ل۔ ق۔ ح ہے۔ جس کے معنی حاملہ ہونا ہے۔ ہمارے مفسرین نے "اور ہم نے بار آور ہوائیں چلائیں" کی بجائے اور ہم نے "بادلوں سے پر"، "پانی سے پر"، "اوس بھری ہوائیں چلائیں" ترجمہ کیا ہے۔ اگرچہ بادل بھی پانی ہی کے بخارات ہوتے ہیں اور بالائی طبقات میں پہنچ کر تکثیف کے عمل کے ذریعے بارش کی صورت میں زمین پر برستے ہیں لیکن علامہ عبد اللہ یوسف علی نے اپنے

انگریزی ترجموں میں بور یعنی مادہ کھجور کے درخت نہ کھجور کے بور سے بار آوری کا ذکر کیا ہے جو کہ راقم الحروف کے نزدیک درست ہے۔" (77)

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰ "وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ" کا مطلب مفسرین نے "بیشک ہم نے تم کو زمین میں جگہ دی (78) / آباد کیا (79) / ٹھکانہ دیا (80) لکھا ہے۔ پروفیسر غلام وارث نے مَكَّنَّاكُمْ کا مطلب مرتبہ و درجہ دیا / جگہ دی / میکا کی طاقت دی کیا ہے۔ (81) تفسیر میں میکا کی طاقت کے حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مَكَّنَّاكُمْ پر غور کرو۔ مکان۔ جگہ۔ درجہ۔ مکن: کسی کو طاقت دینا۔ تمکن: جم کر کھڑا ہونا۔ مکانت: قوت، قابلیت۔ مکنہ مشین، انجن۔" (82) اسی طرح قرآن پاک میں موجود لفظ "عَلَقَہ" کا ترجمہ بھی موجودہ سائنسی تحقیقات کے مطابق "ایک طرح کی جو تک" کیا گیا ہے۔ پروفیسر غلام وارث نے "عَلَقَہ" کا ترجمہ کرتے ہوئے متقدمین و متاخرین (ہردو) کے انداز کو اپنایا ہے۔ (83)

سورۃ الانعام کی آیت ۹۸ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ كَاتِرْجَمَہ زیادہ تر مفسرین نے "تم کو پیدا کیا" لکھا ہے۔ جبکہ پروفیسر غلام وارث نے اس آیت کا ترجمہ "ابتداءً پیدا کیا" لکھا ہے۔ لفظ انشاء کی مزید وضاحت تفسیر میں کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"انشاء (۱)۔ خدا کا کسی کو اولاد پیدا کر کے مختلف الحالات بنانا۔ (۲)۔ نشوونما کرنا۔ بچہ یا بادل کا اٹھانا۔ تعمیر شروع کرنا۔ سلسلہ نوع پھیلا کھڑا کرنا۔ اسی مصدر سے نشاء (Sprouting(plant) / پودے کی شاخ پھوٹنا ہے۔" (84)

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيصُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ (85)

"اللہ جانتا ہے اس چیز کو جو ہر مادہ ایام حمل میں اٹھائے ہوتی ہے اور جو کچھ ان کے رحموں میں نامکمل foetus بنتا ہے اور جو کچھ بڑھتا ہے۔" (86) جدید سائنسی انداز اپنایا ہے۔

۵۔ عربی الفاظ کا استعمال:-

ترجمہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اکثر مقامات پر پروفیسر صاحب نے بعض دیگر مترجمین کی طرح قرآنی کلمات، اسماء و افعال کو ہی ترجمہ میں منتقل کر دیا ہے تاکہ عربی الفاظ کی شان و شوکت بھی قائم رہے اور قرآنی مفہوم کا ابلاغ بھی ہو جائے۔ مزید برآں اردو الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے تاکہ عام قاری کو تفہیم قرآن میں کوئی دقت نہ ہو۔ چند مثالیں نقل کی جاتی ہیں:

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا - (87)

اور زکریا کو اس کا کفیل بنایا / زکریا نے اس کی کفالت کی۔⁽⁸⁸⁾

أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مُّصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ۔⁽⁸⁹⁾
اس آیت میں عربی الفاظ يُبَشِّرُكَ، مُّصَدِّقًا، کلمۃ، حَصُورًا اور الصَّالِحِينَ کا ترجمہ کرتے ہوئے انھی الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ جبکہ بعض کا مفہوم تو سین میں واضح کیا ہے۔ اس طرح کی دیگر مثالیں بکثرت موجود ہیں صرف چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔⁽⁹⁰⁾

میں پہلا مسلم / ماننے والا ہوں۔⁽⁹¹⁾

فَيَبَيِّنُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔⁽⁹²⁾

وہ متنبہ کرے گا / جتلائے گا۔⁽⁹³⁾

وَهُوَ خَيْرُ الْحَكَمِينَ۔⁽⁹⁴⁾

اور اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے / حاکم (گورنر۔ جج) ہے۔⁽⁹⁵⁾

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ۔⁽⁹⁶⁾

بچائے دیتے ہیں / نجات دیتے ہیں۔⁽⁹⁷⁾

مزید برآں عربی زبان کے ایسے کلمات جو اردو زبان میں بھی بعینہ مستعمل ہیں پروفیسر غلام وارث نے ان الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ عربی الفاظ ہی لکھ دیئے ہیں مثلاً مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ میں مَلِكٌ کا ترجمہ مالک ہی رکھا ہے۔ اردو ترجمہ یوں کیا ہے "وہ روز جزا کا مالک ہے"

۶۔ مترادفات کا استعمال:

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ قرآن کی ایک نمایاں خوبی متبادل و مترادف الفاظ کا کثرت سے استعمال ہے۔ متقدمین و متاخرین کے ترجمہ میں عربی سے اردو صرف ایک لفظ میں ترجمہ کیا گیا ہے جبکہ مترجم تبیان القرآن کے ترجمہ کا اسلوب یہ ہے کہ انھوں نے ایک لفظ کے لئے کم از کم دو سے تین الفاظ متبادل کے طور پر دیے ہیں تاکہ عام قاری کو قرآن کے مفہوم کو سمجھنے میں قطعاً کوئی دشواری نہ ہو۔ یہ مترجم کی زبان و ادب کی بہت بڑی خدمت ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ سورہ لقمان کی آیت ۶ میں لَفْظٌ لَهُوَ الْحَدِيثُ کا مفہوم:

"کھیل کی یا مسخری باتیں / فضول قصے / خدا سے غافل کرنے والی باتیں۔" ⁽⁹⁸⁾

(۲)۔ سورہ القصص آیت ۳۵ میں لَفْظٌ سُلْطَنًا کا مفہوم:

"قابو اور غلبہ / حجت و برہان"

۳۔ سورہ لقمن کی آیت ۱ میں لفظ أَقِمِ الصَّلَاةَ کا مطلب:

"نماز قائم رکھ / ٹھیک ٹھیک ادا کر" (99)

۴۔ سورہ القصص کی آیت ۵۹ میں لفظ ظَلِمُونَ کا مفہوم

"ظلم کرنے والے / مخالفین حق و انصاف" (100)

اور آیت ۹ میں لفظ زَيَّنَتْہ کا مفہوم:

"اپنی زیب و زینت / آن بان"

۵۔ سورہ الفرقان کی آیت ۵ میں لفظ صَبَرُوا کا مفہوم:

"انہوں نے صبر کیا / وہ ثابت قدم رہے" (101)

۶۔ سورہ الاسراء کی آیت ۳ میں مرکب تو صِغِي عَبْدًا شَكُورًا کا مفہوم

"حق ماننے والا / شکر گزار بندہ" (102)

اور آیت ۶ میں لفظ كَفُورًا کا مفہوم:

"بڑا ناشکرا / احسان نہ ماننے والا" (103)

۷۔ سورہ الکہف کی آیت ۶۰ میں لفظ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ کا مفہوم:

"بحروں کے سنگم / دریاؤں کے ملاپ" (104)

۸۔ سورہ طہ کی آیت ۵۰ میں لفظ خَلَقَہ کا مفہوم:

"اس کی پیدائش (خلقت) / بناوٹ و ہیئت" (105)

۹۔ سورہ الانبیاء کی آیت ۶ میں لفظ الْكَرْبِ کا مفہوم:

"گھبراہٹ / مصیبت / شدید غم"

۱۰۔ سورہ الانعام کی آیت ۱۰۴ میں لفظ بَصَّائِرُ کا مفہوم:

"بصیرت افروز دلائل / حق بینی کے ذرائع" (106)

پروفیسر غلام وارث نے نہ صرف الفاظ کے متبادل معانی بیان کیے ہیں بلکہ ان کے مکمل جملوں کے ترجمہ میں بھی تنوع پایا جاتا ہے۔ مثلاً

(۱)۔ سورہ الاعراف کی آیت وَبَلَّوْهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ میں لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ کا "تاکہ وہ (راہِ حق پر) رجوع کریں / تاکہ وہ (اپنی کرتوتوں سے) باز آجائیں" (107)

(۲)۔ سورہ الاعراف کی آیت خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (108) میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کا ترجمہ: "تاکہ نافرمانی سے خائف رہو / (عذاب سے) بچے رہو / ہو سکتا ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔" (109)

(۳)۔ سورہ الاعراف کی آیت وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (110) کا ترجمہ:

"اور میں ان کو ڈھیل یا مہلت دوں گا۔ یقیناً میرا دواؤں پکا ہے / میری (خفیہ) تدبیر مضبوط ہے"

(۴)۔ سورہ الانفال کی آیت لِيُحَقِّقَ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ (111) کا ترجمہ:

"تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے / تاکہ حق کو قائم کر دے اور باطل کو مٹا ڈالے

۔ خواہ مجرم اسے کتنا ہی ناپسند کریں" (112)

اسی طرح مترجم قرآن پروفیسر غلام وارث نے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر موجود ایک جیسے متن والی آیات کا ترجمہ مختلف انداز میں الگ الگ الفاظ اور مختلف جملوں میں کیا ہے۔ جبکہ معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ مثلاً آپ نے ہر سورت کے آغاز میں بسم اللہ کا ترجمہ کیا ہے۔ تقریباً مقامات پر ترجمہ کے مختلف انداز درج کئے ہیں: (113)

سورہ الشعراء میں ایک آیت وَإِنَّ رَبَّكَ لَهْوُ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ۔ (114) تقریباً آٹھ مقامات پر موجود ہے۔ مترجم قرآن پروفیسر غلام وارث نے ہر جگہ مختلف انداز میں ترجمہ کر کے الفاظ کے متنوع ہونے کی مثال قائم کی۔ ایسا اسلوب دیگر تراجم میں بہت کم نظر آتا ہے۔ (115)

اسی طرح قرآن پاک میں کثیر الاستعمال لفظ "تقوى" کے مختلف معانی تفسیر تبیان القرآن کی زینت بنے ہیں جن کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

"اللہ کی نافرمانی سے بچنا، پرہیز گاری اختیار کرنا، خوفِ خدا رکھنا، گناہوں سے بچنا، نافرمانی سے خائف رہنا، تقویٰ اختیار کرنا، احکام بجالانا وغیرہ وغیرہ" (116)

تفسیر تبیان القرآن اس طرح کی مثالوں سے مزین ہے جن کا احاطہ محدود مقالے میں نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ مبالغہ کے صیغوں میں معنی کا لحاظ:

مبالغہ سے مراد فاعل میں مصدری معنی کی زیادتی مراد ہے۔ اکثر تراجم قرآن میں مبالغہ کے صیغہ کا ترجمہ مثلاً الرحیم ، رحم کرنے والا، علیم جاننے والا یا واقف کیا گیا ہے۔ جبکہ رحیم کا معنی بے حد رحم کرنے والا اور علیم کا معنی خوب جاننے والا ہے۔

مترجم قرآن پروفیسر غلام وارث نے ترجمہ قرآن کے دوران مبالغہ کے صیغوں کا بعض مقامات پر ذکر بھی کیا ہے اور تقریباً مقامات پر مبالغہ کے صیغوں میں معنی کا لحاظ رکھا ہے۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ رحمٰن اور رحیم کے معانی کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"رحمن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں ایک فعلان کے وزن پر اور دوسرا فعیل کے وزن پر، دونوں الفاظ اللہ کے لیے مخصوص ہیں ان کے معانی ہیں بہت زیادہ بخشش کرنے والا، مہربان اپنی مخلوق پر، بے حد اور بار بار رحم کرنے والا۔" (117)

پروفیسر غلام وارث نے دیگر مبالغہ کے صیغوں مثلاً عَلِيمٌ، الْحَكِيمُ، الْخَبِيرُ، التَّوَّابُ، الرَّحِيمُ وغیرہ میں بھی معنی کا لحاظ رکھا ہے مثلاً

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ - (118) اور وہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔ (119)

وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ - (120) میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔ (121)

إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ - (122) بے شک آپ بار بار مہربانی کرنے والے اور سب سے زیادہ رحمت کرنے والے ہیں۔ (123)

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ - (124) اور وہی سب حکمتوں والا اور ہر بات کی خبر رکھنے والا۔ (125)

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - (126) اور اللہ سب کچھ سننے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔ (127)

یہ اس ترجمے کی خوبی اور انفرادیت ہے جو کہ دوسرے تراجم میں انتہائی کم ہے۔

۸۔ حواشی کا استعمال:

کچھ مترجمین نے بعض جگہ ربط آیات بتانے کے لیے، بعض موقعوں پر اجمال کو تفصیل میں بدلنے کے لئے، بعض اوقات کسی تشریح طلب امر کی تصریح و توضیح کے لیے اور بعض مقامات پر بعض اور نکات سمجھانے کے لیے مختصر الفاظ میں حاشیہ پر چند الفاظ یا جملے دے دیے تاکہ عوام کے لئے قرآن کریم کی بظاہر بے ربطی یا اس کا ایجاز و اختصار یا تلمیحات و استعارات، ربط و تسلسل اور وضاحت و صراحت اختیار کر لیں۔ ہمارے علماء و فضلاء اور مترجمین و مفسرین اسی روش پر چلے ہیں اور حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے زمانہ سے موجودہ دور تک انھوں نے عوام کی سہولت کے لئے ان کی عقل و فہم کے لئے تفسیری حواشی اور فوائد دیے ہیں جو عام قارئین کے لئے یقیناً بے حد مفید اور معلوماتی ثابت ہوئے ہیں۔ (128) حاشیہ قرآن کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے مفسر تبیان القرآن کے ترجمہ کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ

دورانِ ترجمہ لفظ یا جملے کی وضاحت کے لئے یا کسی شبہ و اشکال کے ازالہ کے لئے نوٹ اور حواشی کا استعمال کرتے ہیں۔ ان حواشی کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ اختصار:

پیر غلام وارث نے مختصر حواشی قلمبند کیے ہیں۔ جہاں قاری کو قرآنی آیت سمجھنے میں دقت ہو سکتی تھی وہاں مختصراً وضاحت کر دی گئی ہے۔ مثلاً سورۃ النساء میں "نَفْسٍ وَاحِدَةٍ" کی وضاحت حاشیہ میں کی ہے۔⁽¹²⁹⁾ سورۃ آل عمران میں "مَسْمُوعٍ" کی وضاحت حاشیہ میں کی ہے۔ سورۃ النساء میں "إِخْوَةٌ" کی تشریح حاشیہ میں کی ہے۔ سورۃ الرعد آیت ۲ میں "تَرَوْهَا" کی لغوی تشریح حاشیہ میں درج کی ہے۔⁽¹³⁰⁾ اسی طرح اگر آیت کے مخاطب یا مخاطبین کا ذکر ترجمہ کے اندر نہیں تھا تو نوٹ میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔ مثلاً سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۲ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "یہ آیت عمار بن یاسر اور ولید بن ولید وغیرہ کے متعلق اتری ہے۔"⁽¹³¹⁾ جو آیت ترجمہ پڑھ کر مکمل طور پر سمجھ آ سکتی تھی وہاں حواشی نہیں لکھے گئے۔ پورے ترجمے میں حواشی میں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور غیر ضروری طوالت سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔ علاماتِ حواشی:

مترجم حواشی میں مختلف علامات کا استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات نوٹ نمبر ۲ لکھ کر حوالہ دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر علامات *، ۰، ۱، ۲، ۳ کا بطور علامتِ حوالہ استعمال کرتے ہیں۔ اکثر جگہوں پر اردو ہند سول، ۱، ۲، ۳ کا بطور علامتِ حوالہ استعمال کرتے ہیں۔

۳۔ قرآنی آیات:

پروفیسر غلام وارث نے جس طرح دورانِ تفسیر "القرآن یفسر بعضہ بعضاً" کے اصول پر عمل کیا اسی طرح دورانِ ترجمہ بھی اس قاعدے کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بعض اوقات حواشی میں کسی لفظ یا جملے کی تائید میں اسی مفہوم سے ملتی جلتی آیات کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض اوقات پوری آیت لکھتے ہیں۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ -⁽¹³²⁾

اس آیت کے حواشی میں سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۸ کا حوالہ دیتے ہیں جس کا یہی مفہوم ہے۔⁽¹³³⁾ اسی طرح سورۃ طہ کی آیت نمبر ۹۴ کے نوٹ میں لفظ "رَقَب" کا مفہوم لکھتے ہوئے سورۃ التوبہ آیت نمبر ۹ کا حوالہ دیتے ہیں۔ سورۃ

القصص کی آیت نمبر ۷۴ کے نوٹ میں اسی سورۃ کی آیت نمبر ۶۲ کا ذکر کرتے ہیں جن کا متن ایک ہی ہے۔ (134) سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲۶ میں سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۶۲ اور السبا کی آیت نمبر ۳۶ کا حوالہ مذکور ہے۔ (135) تینوں آیات ایک ہی متن کی ہیں۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ

اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۹۳ کے حاشیے میں الانعام کی آیات نمبر ۲۱، ۱۴۵، ۱۵۸، سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۳۲، سورۃ ہود کی آیت نمبر ۱۸ اور سورۃ الصف کی آیت نمبر ۷ کا حوالہ دیتے ہیں۔ (136) سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۵۹ کے حاشیے میں سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۲۹ کا ذکر کرتے ہیں۔ (137) الغرض اس طرح کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں اور قاری کے لئے معجم المفہرس کا فائدہ دیتے ہیں۔

۴۔ احادیث مبارکہ:

تفسیری حواشی کا ایک اہم ماخذ احادیث مبارکہ ہیں۔ چونکہ حدیث کے بغیر قرآن سمجھنا ہی مشکل ہے۔ اس لئے مترجم نے ان حواشی میں بعض احادیث کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ بعض مقامات پر احادیث کا عربی متن نقل کیا ہے اور بعض الفاظ کے معانی سے متعلق لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ان سے مراد یہ تھی۔ جیسے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۸ کے تفسیری نوٹ میں لِدُلُوكِ الشَّمْسِ کے آپ ﷺ سے جو معانی منقول ہیں ان کا ذکر کیا ہے اور بطور استشہاد احادیث بیان کی ہیں۔ (138) اسی طرح احسان کے معنی میں حدیث جبریل بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اتنا یقین ہو کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے۔" (139) سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۰ میں لفظ "الْاِثْمُ" کے بارے میں پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "اِثْمٌ (گناہ) وہ چیز ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو یہ پسند نہ کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔" (140)

۵۔ اقوال صحابہ:

مفسر کے ترجمہ میں اقوال صحابہ کو بہت اہمیت دی گئی ہے کیونکہ قرآن پاک کے معانی و مفاہیم کو وہ زیادہ بہتر جانتے تھے۔ چند مثالیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں: آیت مبارکہ اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ (141) میں استویٰ کے معنی بیان کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ استواء کا مفہوم معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے۔ (142) سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۱۰۴ میں لفظ "كَلِحُونَ" کا مفہوم "بد شکل" لکھنے کے بعد حواشی میں اس کی وضاحت میں عبد اللہ ابن مسعود کا قول نقل کرتے ہیں: "کسی نے عبد اللہ ابن مسعود سے "كَلِحُونَ" کے معنی پوچھے تو فرمایا: "کیا تم نے بھی ہوئی سری نہیں دیکھی۔ وہ چہرہ جس کی کھال الگ ہو گئی ہو اور دانت نکل آئے ہوں۔" (143)

۶۔ الفاظ کی لغوی تشریح

الفاظ کی تحقیق حاشیے میں مختلف انداز سے کرتے ہیں۔ کبھی لفظ کا مادہ بیان کر کے مختلف معانی لکھتے ہیں مثلاً الاعراف آیت نمبر ۷ میں لفظ يَفْتِنَنَّكُمْ کی لغوی تشریح میں لکھتے ہیں۔ فتن (۱) آزمائش میں ڈالنا، گمراہ کر دینا (۲) بغاوت پر ابھارنا، (۳) فریفتہ کر لینا۔⁽¹⁴⁴⁾

بعض اوقات لفظی معنی کا عنوان دے کر مفہوم واضح کرتے ہیں۔ مثلاً المائدة ۲ میں الْبَيْتِ الْحَرَامِ (حرمت والے گھر)۔⁽¹⁴⁵⁾ بعض اوقات کسی لفظ کی وضاحت کے لیے قرآن پاک کے دوسرے مقام پر موجود آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔ مثلاً وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ⁽¹⁴⁶⁾ میں لفظ ادرك کا معنی "پکڑنا" لکھتے ہیں۔ بطور دلیل سورة الشعراء آیت نمبر ۶۱ "قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّ اللَّذَٰكُونَ أُمْنِيَّتَهُ كَے بارے میں لکھتے ہیں:

"أُمْنِيَّتَهُ (جمع اماني) ۱۔ بچا آرزو (البقرة: ۱۰۵) ۲۔ جھوٹ بولنا (مجاد) (۱۴: ۵۷) ۳۔ پڑھنا (۵۲: ۲۲) تلاوت یا تحدیث"۔⁽¹⁴⁹⁾

بعض اوقات لفظ کے معنی انگریزی لغات کے حوالے سے بھی کرتے ہیں۔⁽¹⁵⁰⁾

۷۔ حاشیے میں عربی گرائمر کا استعمال:

مترجم قرآن پیر غلام وارث نے حاشیے میں کثرت سے صرفی و نحوی وضاحتوں کو بیان کیا ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

(۱)۔ سورة الانعام، آیت ۱۰۵، اس میں حرف "لام" عاقبت کا ہے تعلیل کا نہیں۔⁽¹⁵¹⁾

(۲)۔ سورة الاعراف آیت ۳۵ میں لفظ "إِمَّا" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان شرطیہ اور ماضیہ کا ہے۔⁽¹⁵²⁾

(۳)۔ سورة الاعراف آیت ۳۶ میں "أُولَٰئِكَ" کلمہ حصر ہے۔ اس سے اہل سنت استدلال کرتے ہیں کہ گنہگار مومن بالآخر جہنم سے نجات پائیں گے۔⁽¹⁵³⁾

(۴)۔ الانعام آیت نمبر ۸۳ میں لفظ دَرَجَتٍ میں تنوین ظاہر کرتی ہے "کئی طرح کے"، ایک دوسرے سے بڑھ کر درجات۔⁽¹⁵⁴⁾

(۵)۔ الانعام آیت نمبر ۴۰ لفظ أَرَاءَيْتَكُمْ میں ک محض تاکید کے لئے ہے۔ اہل عرب أَرَاءَيْتَكَ بمعنی "اخبارنا بامالک" استعمال کرتے تھے۔⁽¹⁵⁵⁾ اور آیت ۱۵۵ میں لفظ "مُزِيلٌ" باب مفاعلہ سے ہے جو مقابلے کے لیے آتا ہے۔⁽¹⁵⁶⁾

مزید برآں مترجم نے حواشی میں تحقیق الفاظ۔⁽¹⁵⁷⁾ تاریخی واقعات کا بیان۔⁽¹⁵⁸⁾ ادیان سابقہ کی کتب کے حوالوں کا بکثرت استعمال⁽¹⁵⁹⁾ اور عربی اصول و قواعد درج کئے ہیں۔⁽¹⁶⁰⁾

تنقیدی جائزہ:

قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کلام کا ترجمہ انسانی کاوش ہے۔ کوئی بھی انسانی کاوش غلطیوں سے مبرا نہیں ہو سکتی اس لیے کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ تفسیر تیان القرآن کے تنقیدی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ پروفیسر غلام وارث نے ترجمہ قرآن میں بہت محتاط رویہ اختیار کیا ہے اور ترجمہ میں جمہور مفسرین کی رائے کو اپنایا ہے۔ ترجمہ کی عمومی کیفیت یہ ہے کہ اس کے مثبت پہلو بہت زیادہ ہیں۔ چونکہ یہ ایک بشری کام تھا۔ لہذا ترجمہ میں کچھ معائب کا پایا جانا اس کے انسانی کام ہونے کی دلیل ہے۔

پروفیسر غلام وارث ایک سائنس کے طالب علم تھے اور انھوں نے کئی آیات کی سائنسی تفسیر کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس عمل میں وہ علامہ ططاوی یا ہندوپاک کے اہل قرآن کی تقلید کرتے نظر نہیں آتے جنھوں نے قرآنی آیات کے مفہوم کو توڑ مروڑ کر سائنسی معلومات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ سائنس میں نئی تحقیق سے جب پرانے تصورات تبدیل ہو جاتے ہیں تو ایسی تفسیری کاوشیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ مثلاً سر سید احمد خان اور غلام احمد پرویز نے جو سائنسی تفسیر کی کوششیں کی تھیں نئی سائنسی تحقیق نے انھیں غلط ثابت کر دیا ہے۔ بہر حال پروفیسر غلام وارث کا سائنسی انداز میں قرآنی مفہوم کو واضح کرنا اپنے کئی معاصرین سے مختلف ہے اور انھوں نے زیادہ تر صرف سائنسی حقائق (scientific facts) کو ہی اپنی تفسیر میں زیر بحث لایا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- 1- عبد الجبار شاکر، پروفیسر، اردو زبان میں تراجم قرآن ایک مطالعہ (مضمون) در "مقالات قرآن کانفرنس (بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ج ۲، ص ۶۳۳، ☆ شعیب اسماعیل بلخاری، قرآن مجید کا بلیقی زبان میں ترجمہ اور ان کا جائزہ (مضمون) در "مقالات قرآن کانفرنس (بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ج ۱، ص ۳۱۱،
- 2- History of Services of Gazetted Officers, Ist Edition, P.220
3. Sultan Mahmood Hussain, Dr. Syed, Second 50 Years of Government College Lahore 1914-1963 (Lahore: Izhar Sons Urdu Bazar, 2008AH) p.63
- 4- بی: عصمت سلطانہ وارث: ریٹائرڈ پروفیسر کیمسٹری، لاہور کالج فار ووٹین، لاہور۔ ذاتی انٹرویو: جون، ۲۰۱۵ء
- 5- قدرت اللہ شہاب، شہاب نامہ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء) ص: ۱۰۹
6. Sultan Mahmood Hussain, Dr. Syed, Second 50 Years of Government College Lahore, 1914-1963, p.502
- 7- اصغر مال کالج راولپنڈی کے پرنسپل آفس میں موجود Honour Board پر نام اور تاریخ جمع تصویر درج ہے۔
- 8- روزنامہ نوائے وقت، اتوار ۹ جنوری ۱۹۶۶ء، ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

☆ روزنامہ نوائے وقت، ہفتہ ۱۵ جنوری ۱۹۶۶ء، ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

☆The Pakistan Times, Saturday January 15, 1966.

- 9- ایضاً
- 10- صالح، عبدالحکیم شرف الدین، ڈاکٹر، قرآن حکیم کے اردو تراجم (کراچی: قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، ۱۹۸۱ء) ص ۱۳۴
11. Mofakhkhar Husain Khan, Dr, The Holy Quran In South Asia (Dhaka: Bibi Akhtar Prakasani, 2001) p.539
- 12- ڈاکٹر سید حمید شطاری، قرآن مجید کے اردو تراجم و تفاسیر کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۱۴ء تک، ص: ۲۴ (مولف سے مقام اشاعت اور تاریخ اشاعت میں تسامح ہوا ہے۔ پہلی چار جلدیں دین محمدی پریس سے جبکہ ایک جلد پاکستان ٹائمز پریس سے شائع ہوئی۔ ۱۹۶۶ء مفسر قرآن کی شہادت کا سال ہے نہ کہ تفاسیر کی اشاعت کا)۔
- 13- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق (لاہور: پاکستان ٹائمز پریس، س۔ن) پیش لفظ
- 14- ایضاً، ج: ۱، پیش لفظ
- 15- ایضاً
- 16- یوسف: ۱۲: ۲۴
- 17- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۳، ص: ۹۷۴
- 18- تفصیل کے لئے دیکھیے: غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۳، ص: ۸، ۱۱، ۴، ص: ۱۳۰۶، ۷، ۱۳،
- 19- ایضاً، ج: ۱، پیش لفظ
- 20- ذہبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون (القاهرہ: مکتبہ وصیہ، س۔ن) ج: ۱، ص: ۱۹
- 21- مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۹۲ء) ج: ۱ (دیباچہ)، ص: ۱۱
- 22- الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۲ھ) ج: ۱، ص: ۱۲
- 23- ہودا: ۱۱: ۵۸
- 24- الاحزاب: ۳۳: ۴۸
- 25- محمد عبداللہ، ڈاکٹر، اردو ترجمہ قرآن اور لسانی ارتقاء (مضمون) در "مقالات قرآن کانفرنس" (بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ج: ۱، ص: ۱۱۰
- 26- ایضاً
- 27- الشعر آء: ۲۶: ۱۹۲
- 28- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۵، ص: ۱۵۰۷
- 29- البقرہ: ۲: ۱۰۴

- 30- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۵۹
- 31- البقرہ ۵۸:۲
- 32- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۳۴
- 33- البقرہ ۲۸۵:۲
- 34- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۱۹۵
- 35- النور ۱۰:۲۴
- 36- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۴، ص: ۱۴۰۵
- 37- ابراہیم ۵۲:۱۴
- 38- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۳، ص: ۱۰۶۳
- 39- القصص ۹:۲۸
- 40- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۵، ص: ۱۵۵۴
- 41- البقرہ ۲۰۳:۲
- 42- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۱۳۰
- 43- تفصیل ملاحظہ ہو: ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر (مترجم: مولانا ابو محمد جونا گڑھی) (لاہور: اسلامی کتب خانہ، فضل الہی مکیٹ، ۲۰۱۱ء) ج: ۱، ص: ۳۳۵
- 44- البقرہ ۴۳:۲
- 45- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۱۱-۱۲
- 46- الشعر ۱۹۴:۲۶
- 47- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۵، ص: ۱۵۰۷
- 48- الفاطر ۲۳:۳۵
- 49- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۵، ص: ۱۷۷۰
- 50- ایضاً، ج: ۱، ص: ۱
- 51- تفصیل کے لئے دیکھیے: شاہ عبدالقادر دہلوی، مولانا محمود حسن، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی
- 52- قرطبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد، تفسیر قرطبی (مترجم) پیر محمد کرم شاہ (لاہور، کراچی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء) ج: ۱، ص: ۱۵۴-۱۵۵

- 53- تھانوی، مولانا محمد اشرف علی، بیان القرآن (دہلی: مطبع مجتہائی) ج: ۱، ص: ۱
- 54- قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر (مدینہ منورہ: شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ) ص: ۳
- 55- الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج: ۱، ص: ۲۲
- 56- کاظمی، علامہ احمد سعید، القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان (ملتان: کاظمی پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء) ص: ۲
- 57- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۱، ص: ۱
- 58- ایضاً
- 59- ایضاً، ج: ۲، ص: ۶۴۵
- 60- ایضاً، ج: ۲، ص: ۶۴۶
- 61- دریا آبادی، مولانا عبد الماجد، القرآن الکریم (ترجمہ و تفسیر) (لاہور، کراچی: تاج کمپنی لمیٹڈ، س۔ن) ص: ۳۳۶
- 62- محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن (کراچی: ادارۃ المعارف، ۱۹۸۸ء) ج: ۳، ص: ۵۷۱
- 63- بریلوی، مولانا احمد رضا خان، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (کراچی: مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، س۔ن) ص: ۱۸۷
- 64- تھانوی، اشرف علی، ترجمہ و تفسیر اختصار شدہ بیان القرآن (لاہور، کراچی: تاج کمپنی لمیٹڈ، س۔ن) ص: ۱۹۰
- 65- الازہری، پیر محمد کرم شاہ، جمال القرآن، ص: ۲۵۷
- 66- آزاد، مولانا ابوالکلام، ترجمان القرآن (لاہور: سندھ ساگر اکادمی، ۱۹۶۷ء)
- 67- طاہر القادری، ڈاکٹر، عرفان القرآن، ص: ۲۳۵
- 68- عبد الکریم اثری، تفسیر المنار،
- 69- فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس: حیرت آفریں سائنسی اکتشافات (لاہور: فیروز سنز، ۲۰۱۲ء) ص: ۱۷۵
- 70- Maurice Bucaille, The Bible The Qur'an and Science, (Egypt: Dar AL-Ma'arif, 1977), p.135-136
- 71- المومنون ۲۳: ۱۷
- 72- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۱۳۷۱
- 73- ایضاً، ج: ۱، ص: ۹۶
- 74- ایضاً، ج: ۳، ص: ۸۸۵
- 75- الحجر ۱۵: ۲۲
- 76- غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۳، ص: ۱۰۷۲
- 77- فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس، ص: ۲۱۱-۲۱۲
- 78- شاہ عبدالقادر، موضح القرآن (لاہور، کراچی، ڈھاکہ: تاج کمپنی لمیٹڈ، س۔ن) ص: ۱۸۳

- 79۔ الازھری، پیر محمد کرم شاہ، جمال القرآن، ص: ۲۴۷
- 80۔ احمد رضا خان بریلوی، کنز الایمان، ص: ۱۸۰
- 81۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۶۱۶
- 82۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۶۱۷
- 83۔ ایضاً، ج: ۴، ص: ۱۳۳۲، ۱۳۷۰
- 84۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۶۱
- 85۔ الرعد ۸: ۱۳
- 86۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۳، ص: ۱۰۱۸
- 87۔ آل عمران ۳: ۳۷
- 88۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۱، ص: ۲۱۹
- 89۔ آل عمران ۳: ۳۹
- 90۔ الانعام ۶: ۱۶۳
- 91۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۶۱۰
- 92۔ الانعام ۶: ۱۶۴
- 93۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۶۱۱
- 94۔ یونس ۱۰: ۱۰۹
- 95۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۳، ص: ۹۰۸
- 96۔ یونس ۱۰: ۹۲
- 97۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۳، ص: ۹۰۸
- 98۔ ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۶۵۶
- 99۔ ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۶۶۳
- 100۔ ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۵۷۸
- 101۔ ایضاً، ج: ۴، ص: ۱۴۷۲
- 102۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۴، ص: ۱۱۴۳
- 103۔ ایضاً، ج: ۴، ص: ۱۱۷۱
- 104۔ ایضاً، ج: ۴، ص: ۱۲۱۰

- 105۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۴، ص: ۱۲۶
- 106۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۶۸
- 107۔ ایضاً، ص: ۷۰۸، ۷۱۲
- 108۔ الاعراف: ۷: ۱۸۳
- 109۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۲، ص: ۷۱۰
- 110۔ الاعراف: ۷: ۱۸۳
- 111۔ الانفال: ۸
- 112۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۲، ص: ۳۱۰
- 113۔ تفصیل ملاحظہ ہو:
- 114۔ الشرح: ۲۶، ۶۸، ۱۰۴، ۱۲۲، ۱۴۰، ۱۵۹، ۱۷۵، ۱۹۱
- 115۔ تفصیل دیکھیے: ج: ۵، ص: ۱۳۸، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۰، ۱۵۰، ۱۵۰
- 116۔ تفصیل ملاحظہ ہو: البقرہ: ۲، ۲۰۳، آل عمران: ۳، ۲۰، النساء: ۴، المائدہ: ۵، ۷، ۸، ۱۵۳
- 117۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۱
- 118۔ البقرہ: ۲: ۲۹
- 119۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۱۹
- 120۔ البقرہ: ۲: ۳۳
- 121۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۲۲
- 122۔ البقرہ: ۲: ۱۲۸
- 123۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۷۲
- 124۔ الباقی: ۱: ۳۴
- 125۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۵، ص: ۱۳۳
- 126۔ آل عمران: ۳: ۳۴
- 127۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۲۱۶
- 128۔ محمد نسیم عثمانی، پروفیسر، ڈاکٹر، اردو میں تفسیری ادب (کراچی: عثمانیہ اکیڈمک ٹرسٹ، س۔ن) ص: ۱۱۸-۱۱۹
- 129۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یاروح صدق، ج: ۱، ص: ۳۰۵
- 130۔ ایضاً، ج: ۳، ص: ۱۰۱۲

- 131۔ ج: ۵، ص: ۱۵۹۳
- 132۔ بنی اسرائیل: ۳۳
- 133۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۴، ص: ۱۱۵۶
- 134۔ ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۵۸۴
- 135۔ ایضاً، ج: ۳، ص: ۱۰۳۰
- 136۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۵۵۵
- 137۔ ایضاً، ج: ۳، ص: ۹۸۹
- 138۔ ایضاً، ج: ۴، ص: ۱۱۷۵، ۱۱۷۶
- 139۔ ایضاً، ج: ۳، ص: ۱۱۰۰
- 140۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۷۷
- 141۔ لفظ: ۲۰: ۵
- 142۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۴، ص: ۱۲۵۶
- 143۔ ایضاً، ج: ۴، ص: ۱۳۹۶
- 144۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۶۲۶
- 145۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۴۱۹، ۵۵۲، ۵۵۳
- 146۔ الانعام: ۱۰۳
- 147۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۵۶۸
- 148۔ الحج: ۲۲: ۵۲
- 149۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۴، ص: ۱۳۵۲
- 150۔ تفصیل دیکھئے: ج: ۲، ص: ۶۸۲، ۵۸۵
- 151۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۲، ص: ۵۶۹
- 152۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۶۳۳
- 153۔ ایضاً
- 154۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۴۸
- 155۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۲۱
- 156۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۶۰۵

157۔ غلام وارث، پروفیسر، تبیان القرآن یا روح صدق، ج: ۵، ص: ۱۶۵۸، ۱۶۰۰، ۱۵۶۷، ۱۵۶۶، ۱۳۸۵

158۔ ایضاً

159۔ ایضاً، ج: ۳، ص: ۹۵۳ (سورۃ ہود آیت ۱۰۰ لفظ "حصید" کے معنی بیان کرتے ہوئے حاشیے میں لکھتے ہیں کھیتی کٹ گئی۔ اس لفظ سے

بائبل متی باب ۱۳ نمبر ۳۰ کی طرف ذہن جاتا ہے۔ یرمیاہ باب ۲۹ نمبر ۱۸۔ سورۃ ہود آیت نمبر ۱۰۱۔ لفظ و ما ظلمنہم (اور ہم نے ان

پر ظلم نہیں کیا) حاشیے میں: ایوب باب ۲۴ نمبر ۲۳ مرقس باب ۳۳ نمبر ۴ کا حوالہ دیتے ہیں)

160۔ ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۴۷۳